جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

The Sonic Architecture of Qurʾānic Letters: Phonetic, Linguistic and Rhetorical Perspectives

Syed Zafar Ali Shah Naqvi [1] and **Syed Toqeer Abbas Kazmi** [2]

1. PhD Scholar in Comparative Tafsir, Higher Educational Center for Quran and Hadith, Al-Mustafa International University, Qom, Iran E-mail: zafar1980.zn@gmail.com
2. PhD Scholar in Fiqh and Islamic Teachings with Specialization in Qur'anic Sciences and Tafsir, Al al-Bayt Higher Educational Center, Al-Mustafa International University, E-mail: s.toqirkazmi@gmail.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
2 October 2025
Received in revised:
17 October 2025
Accepted:
29 November 2025
Available online:
2 December 2025

Keywords:
Order of Letters,
Miracle of the Quran,
Phonetics,
Disconnected Letters,
Quranic Rhetoric,
Linguistic Miracle,
Verse Endings.

ABSTRACT

This research paper presents a scholarly and analytical study of a fundamental yet profound miraculous aspect of the Holy Quran: the 'Order of Letters' (Naẓm al-Ḥurūf). The central objective is to demonstrate that the arrangement and sequence of letters in the Quran are not coincidental but are part of a multi-dimensional, purposeful, and superhuman divine plan, which serves as definitive proof of its divine origin. Employing a descriptive-analytical methodology, this study draws upon seminal works in Quranic rhetoric, linguistics, and exegesis to explore this phenomenon. The key findings reveal that this order manifests across four primary dimensions. The phonetic and rhetorical order, analyzed through the lens of phonetics (ʿIlm al-Aṣwāt) and Tajwid, establishes that the interplay of letter articulation points and attributes creates a unique harmony, termed Jamāl al-Tawqīʿ (the beauty of cadence), and a phono-semantic environment that is inapplicable to human speech. The numerical order is examined through the non-random statistical distribution of letters, particularly in chapters commencing with the 'Disconnected Letters' (Ḥurūf Muqaṭṭaʿāt), suggesting an underlying mathematical system. The structural order is substantiated by the principle of the 'irreplaceability of Quranic words' and the perfect selection of morphological patterns. Unlike even the most eloquent human compositions, no Quranic word can be substituted with a synonym without compromising its semantic and rhetorical perfection. The semantic and psychological order is evident in the complete fusion of sound and meaning, the profound psychological impact of its recitation (istihwāʾ ṣawtī), and the unique quality of never inducing weariness despite repetition. The paper concludes that the Order of Letters is not merely a literary embellishment but a foundational, rational, and empirical miracle inherent in every component of the Quran, providing compelling evidence of its divine nature and transcendence beyond human capacity.

Cite this article: Naqvi & Kazmi. (2026). The Sonic Architecture of Qurʾānic Letters: Phonetic, Linguistic and Rhetorical Perspectives

New Horizons in Quranic Studies, 1 (2), 321-337

CC BY © The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرآن کریم میں نظمِ حروف: ایک صوتی، لسانیاتی اور بلاغیاتی تجزیہ*

سید ظفر علی شاہ نقوی [۱] اور سید توقیر عباس کاظمی [۲]

CC BY

اشاریہ

یہ تحقیقی مقالہ قرآن کریم کے ایک بنیادی مگر عمیق اعجازی پہلو، یعنی "نظمِ حروف" کا ایک جامع علمی، لسانیاتی اور بلاغیاتی تجزیہ پیش کرتا ہے۔ مقالے کا مرکزی ہدف یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن میں حروف کا انتخاب اور ان کی ترتیب کوئی اتفاقی امر نہیں، بلکہ ایک کثیر الجہتی، بامقصد اور مافوق البشر الٰہی منصوبے کا حصہ ہے جو اس کے کلامِ الٰہی ہونے پر قطعی دلیل ہے۔ تحقیق کا طریقہ کار توصیفی۔ تجزیاتی ہے، جس میں قدیم وجدید بلاغی، لسانیاتی اور تفسیری مآخذ کی روشنی میں نظمِ حروف کے مختلف ابعاد کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق کے کلیدی نتائج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظمِ حروف چار بنیادی سطحوں پر اپنا اعجاز ظاہر کرتا ہے: (۱) صوتی نظم: حروف کے مخارج و صفات کا باہمی تعامل ایک منفرد صوتی آہنگ (جمالِ توقیع) اور معنی خیز موسیقیت پیدا کرتا ہے، جس کا اطلاق صرف قرآن پر ہوتا ہے۔ (۲) عددی نظم: حروفِ مقطعات پر مبنی سورتوں میں حروف کی شماریاتی تقسیم ایک پوشیدہ ریاضیاتی نظام کی نشاندہی کرتی ہے۔ (۳) ساختی نظم: قرآن میں کلمات ناقابلِ تبدیل ہیں؛ اعلیٰ ترین انسانی کلام کے برعکس، قرآن میں ایک حرف کو بھی اس کے مترادف سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہر حرف اپنے مقام پر معنی کی حتمی اور کامل شکل پیش کرتا ہے۔ (۴) معنوی و بلاغی نظم: صوت اور معنی کا ایسا کامل امتزاج پایا جاتا ہے جہاں صوتی حسن ہمیشہ معنی کی گہرائی کا خادم رہتا ہے۔ بالآخر، مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ نظمِ حروف صرف ایک ادبی خوبی نہیں، بلکہ قرآن کے الٰہی منبع پر ایک ایسی جامع، عقلی اور تجربی دلیل ہے جو اس کے ہر جزو میں جاری و ساری ہے اور ہر دور کے علمی معیارات پر پوری اترتی ہے۔

کلیدی الفاظ: نظمِ حروف، اعجازِ قرآن، علم الاصوات، حروفِ مقطعات، بلاغتِ قرآن، لسانیاتی اعجاز، فواصل الآیات۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱۰/۱۷ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۵/۱۱/۲۹

۱. پی ایچ ڈی تفسیرِ تطبیقی، قرآن وحدیث ہائر ایجوکیشن سینٹر، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران(zafar1980.zn@gmail.com)

۲ . پی ایچ ڈی فقہ و معارف (تخصص: علوم قرآن و تفسیر)، آل البیت ع ہائر ایجوکیشن سینٹر، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران۔ (s.toqirkazmi@gmail.com)

تمہید

کلام اللہ، قرآنِ مجید، کی شانِ اعجاز ایک ایسا بحرِ بے کراں ہے جس کے ہر قطرے میں معانی و معارف کے قلزم پوشیدہ ہیں۔ صدیوں سے علمائے اسلام اور مفکرینِ عالم اس کے مختلف اعجازی پہلوؤں ــــ تشریعی، علمی، غیبی، اور بلاغی ــــ پر دادِ تحقیق دیتے آئے ہیں۔ ان تمام پہلوؤں میں، اعجازِ بیانی یا لسانیاتی اعجاز کو ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے، کیونکہ یہی وہ پہلو تھا جس نے نزولِ قرآن کے وقت فصحائے عرب کو مبہوت اور عاجز کر دیا تھا۔ لیکن اعجازِ بیانی کا مطالعہ اکثر کلمات کی نشست و برخاست، جملوں کی ترکیب، اور اسلوب کی بلاغت تک محدود رہا ہے۔ اس وسیع میدان کے اندر ایک ایسا بنیادی، لطیف اور گہرا پہلو بھی موجود ہے جو اکثر نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے، حالانکہ وہ تمام لسانی کمالات کی اساس ہے: یہ قرآن کے "نظمِ حروف" کا اعجاز ہے۔ یہ اس کلامِ الٰہی کی ساخت کی وہ بنیاد ہے جہاں ایک ایک حرف، ایک ایک صوت، ایک الٰہی منصوبے کے تحت ایک خاص مقام پر فائز ہے اور اس کی جگہ کا تبدل محال ہے۔

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ اسی بنیادی لیکن نہایت اہم موضوع کا عمیق علمی و لسانیاتی جائزہ لینے کی ایک سعی ہے۔ اس تحقیق کا مرکزی سوال یہ ہے کہ: "قرآن کریم میں حروف کا یہ معجزاتی نظم کن کن سطحوں پر اور کس طرح اپنا اثبات کرتا ہے، اور اس کے وہ کونسے علمی، صوتی اور بلاغیاتی شواہد ہیں جو اسے انسانی کلام سے ممتاز و منفرد بناتے ہیں؟" اس مقالے کا مقصد نہ صرف اس نظم کے وجود کو ثابت کرنا ہے، بلکہ اس کی ماہیت، اس کے اثرات، اور اس کی اعجازی شان کو جدید و قدیم لسانیاتی علوم کی روشنی میں واضح کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے ہم نظمِ حروف کے چار کلیدی ابعاد ــــ صوتی و بلاغیاتی، عددی و ساختی، معنوی و لسانیاتی، اور نفسیاتی ــــ کا بالترتیب تفصیلی تجزیہ کریں گے۔

۱ . نظری مباحث: نظمِ قرآن کا لغوی، اصطلاحی اور جوہری تصور

۱.۱ . لفظ "نظم" کا لغوی اور اشتقاقی تجزیہ

قرآن کریم میں 'نظم' کے معجزاتی تصور کی گہرائیوں میں غواصی کے لیے اولین شرط یہ ہے کہ خود لفظ 'نظم' کے لسانی اور اشتقاقی جوہر کو سمجھا جائے۔ عربی زبان میں یہ لفظ سہ حرفی مادے 'نَ-ظَ-مَ' سے مشتق ہے۔ علمِ لغت کے جلیل القدر ائمہ نے اس مادے کی اصل اور بنیاد "جمع کرنے اور ایک شے کو دوسری سے ملانے" (الجمع والضم) کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ، امام ابن فارس (متوفی ۳۹۵ھ)، اپنی شہرہ آفاق تصنیف "معجم

مقاییس اللغۃ" میں لکھتے ہیں: "النون والظاء والميم أصلٌ صحيح واحد يدلُّ على تأليفِ شيءٍ وشيءٍ إليه" (نون، ظاء اور میم ایک صحیح اصل ہے جو ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانے اور جوڑنے پر دلالت کرتی ہے) (ابن فارس، ۱۴۰۴ق، ج ۵ : ۴۴۴)۔ یہ بنیادی مفہوم کلاسیکی لغوی روایت میں متفقہ طور پر تسلیم شدہ ہے۔ الفیومی "المصباح المنیر" میں اسے "ضممتُ الشيء إلى الشيء" (میں نے ایک چیز کو دوسری سے ملایا) سے تعبیر کرتے ہیں (الفیومی، ۱۴۱۴ق: ۶۱۲)، جبکہ صاحب بن عباد "المحیط في اللغة" میں بھی اس کی اصل "ہر چیز جو دوسری سے ملی ہوئی ہو" کو قرار دیتے ہیں (صاحب بن عباد، ۱۴۱۴ق، ج ۱۰: ۳۶)۔

اس لغوی مفہوم کی سب سے بلیغ اور کثیر الاستعمال مثال "نَظَمْتُ اللؤلؤَ" (میں نے موتیوں کو پرویا) کی تعبیر ہے۔ اس عمل میں بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک دھاگے (سِلک) میں پرو کر ایک واحد، مرتب اور حسین مجموعے (جیسے ہار) کی شکل دی جاتی ہے۔ یہ تشبیہ، عربی زبان کے تقریباً تمام بنیادی لغوی ذخائر میں موجود ہے، جن میں خلیل بن احمد الفراہیدی کی "کتاب العین" (الفراہیدی، ۱۴۰۹ق، ج ۸: ۱۶۶)، جوہری کی "الصحاح" (الجوہری، ۱۹۸۷م، ج ۵: ۲۰۴۱)، زمخشری کی "اساس البلاغۃ" (الزمخشری، ۱۹۷۹م: ۶۴۱) اور ابن منظور کی "لسان العرب" (ابن منظور، ۱۴۱۴ق، ج ۱۲: ۵۷۹) تک شامل ہیں۔ ابن منظور اس کی حتمی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نظم کا مطلب "تالیف" (جوڑنا) اور "ضم" (ملانا) ہے؛ "اور ہر وہ چیز جسے تم نے کسی دوسری چیز سے ملایا یا اس کے ایک حصے کو دوسرے سے جوڑا، تو تحقیق تم نے اسے 'نظم' کر دیا"۔

اس کا اسم "نِظام" (بکسر النون) خود اس دھاگے یا رشتے کو کہتے ہیں جو اجزاء کو جوڑ کر 'نظم' پیدا کرتا ہے۔ پس، اس جامع لغوی تجزیے کا نچوڑ یہ ہے کہ 'نظم' صرف 'ترتیب' نہیں، بلکہ یہ ایک 'عملِ ترتیب' ہے؛ ایک ایسا فعال اور بامقصد عمل جس میں منتشر اجزاء (حروف، کلمات، آیات) کو ایک واحد، پوشیدہ یا ظاہر 'رابطے' (نِظام) کے ذریعے پرو کر ایک مربوط، ہم آہنگ اور بامعنی کُل کی شکل دی جاتی ہے۔

۱.۲ . "نظم القرآن" کا اصطلاحی ارتقاء

لفظ 'نظم' جب علومِ قرآن اور علمِ بلاغت کے میدان میں داخل ہوا تو یہ ایک جامع اور گہری اصطلاح "نظم القرآن" میں ڈھل گیا۔ اس تصور کا ارتقاء کئی صدیوں پر محیط ہے۔ جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) نے "تالیف" اور "حسنِ ترکیب" کے تصورات پیش کیے اور قرآن کو "كأنه سبيكة واحدة" (گویا وہ ایک ہی ڈھلی ہوئی شے ہے) قرار دیا، جس کے اجزاء ایک دوسرے میں پیوست ہیں (الجاحظ، ۱۹۶۸م، ج ۱: ۳۸۴)۔ خطابی (متوفی

۳۸۸ھ) نے "نظم" کے تصور کو بلاغت سے جوڑا اور کہا کہ اعجاز حروفِ مفردہ میں نہیں، بلکہ ان کی مخصوص نشست و ترکیب میں ہے (الخطابی، ۱۹۷۶م: ۲۵-۲۶)۔ باقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) نے "نظم القرآن" کو ایک مستحکم اصطلاح کے طور پر قائم کیا اور اسے عربوں کے معروف اسالیبِ کلام—جیسے شعر و سجع—سے بالکل مختلف اور منفرد قرار دیا (الباقلانی، ۱۹۹۷م: ۳۵)۔

اس نظریے کا علمی عروج امام عبد القاہر الجرجانی (متوفی ۴۷۱ھ) کے ہاتھوں ہوا۔ ان کی شہرہ آفاق کتاب "دلائل الاعجاز" اسی ایک نظریے کی تشریح کے لیے وقف ہے۔ جرجانی کے نزدیک "نظم" صرف الفاظ کو ترتیب دینے کا نام نہیں، بلکہ یہ دراصل "نظم المعاني في النفس" (ذہن/روح میں معانی کو ترتیب دینا) ہے۔ ان کے مطابق، فصاحت و بلاغت کا راز مفرد الفاظ میں نہیں، بلکہ ان الفاظ کو باہم جوڑنے "تعليق الكلم بعضها ببعض" کے اس طریقے میں ہے جسے "نظم" کہتے ہیں (الجرجانی، ۱۹۹۲م: ۴۳، ۶۴)۔ یعنی اصل کمال اس ذہنی نقشے میں ہے جس کے مطابق الفاظ کو پرویا جاتا ہے، اور قرآن کا یہ ذہنی نقشہ الٰہی ہے۔

۱.۳ "نظمِ حروف" کی جامع تعریف اور اس کے ابعاد

مذکورہ بالا گہری لغوی اور اصطلاحی تحقیق کی روشنی میں، اب ہم "نظمِ حروف" کی ایک جامع اور عملی تعریف وضع کر سکتے ہیں:

"قرآن کریم میں نظمِ حروف سے مراد، کلام کے بنیادی ترین صوتی اجزاء (حروف) کا وہ الٰہی انتخاب اور معجزاتی ترتیب ہے جس کے ذریعے منتشر اور بے جان آوازوں کو ایک ایسے کثیر الجہتی 'نِظام' میں پرو دیا جاتا ہے جو صوتی، عددی، ساختی اور معنوی سطح پر ایک کامل، ہم آہنگ اور ناقابلِ تبدیل وحدت تشکیل دیتا ہے۔" (رانا محمد اقبال، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۸)

یہ تعریف اس تصور کو صرف ایک ادبی خوبی سے بڑھا کر ایک بنیادی، ساختی اور جوہری اعجاز کے طور پر پیش کرتی ہے۔ اس نظم کے چار کلیدی ابعاد ہیں:

صوتی و بلاغیاتی نظم: حروف کے مخارج و صفات کا باہمی تعامل جس سے کلام میں ایک خاص موسیقیت، بلاغی اثر اور صوتی فضا پیدا ہوتی ہے۔

عددی و شماریاتی نظم: قرآن میں حروف کی غیر اتفاقی تقسیم اور شماریاتی تناسب۔

ساختی و صرفی نظم: حروف کے ملاپ سے کلمات کی تشکیل اور مادوں کا انتہائی موزوں انتخاب۔

معنوی و لسانیاتی نظم : حروف کی ترتیب سے بننے والے الفاظ کا ناقابلِ تبدیل ہونا اور معنی کی حتمیت۔

۲ . پہلا بُعد: صوتی اور بلاغیاتی نظم

یہ نظمِ حروف کا سب سے فوری اور محسوس کیا جانے والا پہلو ہے۔ قرآن کریم میں صوت اور معنی لازم و ملزوم ہیں۔ حروف کے مخارج (مقاماتِ ادائیگی) اور صفات (فطری کیفیات) کا علم ہمیں اس نظم کو سمجھنے کی کلید فراہم کرتا ہے۔

۲.۱ . صوتی آہنگ کا اعجاز: صوت اور معنی کا امتزاج

قرآن میں حروف کی ترتیب ایک ایسی صوتی فضا قائم کرتی ہے جو آیت کے مفہوم کی عکاسی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، آیتِ عذاب "كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ" (النساء: ۵۶) میں حروف جیسے 'ض' (صفتِ استعلاء و اطباق)، 'ج' (صفتِ شدت و جہر)، اور 'غ' (صفتِ استعلاء) کی تکرار "نَضِجَتْ"، "جُلُودُہُم"، "غَيْرَہَا"، "الْعَذَابَ" جیسے الفاظ میں ایک ایسی صوتی فضا قائم کرتی ہے جو اذیت کی سنگینی، تکلیف کی شدت اور عذاب کے تسلسل کا احساس پیدا کرتی ہے۔ ان حروف کی یہ خصوصیات علمِ تجوید کی بنیادی کتب میں تفصیل سے مذکور ہیں (ابن الجزری، بلا تاریخ، ج ۱: ۲۰۵-۲۱۰)۔

اس کے برعکس، جب رحمت اور سکون کا بیان ہوتا ہے تو حروف کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ سورۃ الضحیٰ کی ابتدائی آیات "وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ" میں حروفِ لین ('ی' اور 'و') اور نرم حروف کا تسلسل ایک ایسی پر سکون اور تسلی آمیز فضا بناتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل ہونے والی طمانیت کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ صوت و معنی کی ہم آہنگی قرآن کے ہر ہر حرف کے بامقصد انتخاب کی دلیل ہے۔

مصطفیٰ صادق الرافعی اس نکتے پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن میں حروف کی ترتیب ان کی آوازوں، مخارج، اور صفات (جیسے ہمس، جہر، شِدّت، رَخاوَت) کے فطری تعلق کو مد نظر رکھ کر کی گئی ہے، جو ایک ایسا نظام تشکیل دیتی ہے جس کی مثال کسی اور کلام میں نہیں ملتی (الرافعی، ۲۰۰۵م: ۲۰۹)۔

۲.۲ . فواصلِ آیات کا صوتی و بلاغیاتی کردار

"فاصلہ" (آیت کا آخری کلمہ)، بالخصوص مکی سورتوں میں، ایک خاص صوتی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے جو نہ صرف کلام میں حسن پیدا کرتی ہے بلکہ معنی کو بھی تقویت دیتی ہے۔ سورۃ الرحمٰن اس کی بہترین مثال ہے،

جہاں بیشتر آیات کا اختتام "-اَن" کی گونج پر ہوتا ہے۔ یہ تکرار نہ صرف ایک پرشکوہ آہنگ پیدا کرتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے جوڑوں (مثلاً جنّتان، عینان تجریان) کی طرف بھی لطیف اشارہ کرتی ہے۔ امام سیوطی نے "الاِتقان فی علوم القرآن" میں فواصلِ آیات کی بلاغت اور ان کے حسن پر ایک مکمل باب قائم کیا ہے، جس میں وہ واضح کرتے ہیں کہ قرآنی فاصلہ صرف قافیہ نہیں بلکہ معنوی ضرورت کا پابند ہوتا ہے (السیوطی، ۱۴۲۶اق، ج ۳: ۳۵۵)۔

مصطفیٰ مسلم اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ قرآن کا نظم، لفظ اور نغمے میں کامل ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان "أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ" (النجم: ۱۹-۲۰) میں اگر لفظ 'الاُخریٰ' حذف کر دیا جائے تو آیت کا صوتی وزن اور قافیہ بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح "أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ" (النجم: ۲۱-۲۲) میں لفظ 'إِذًا' کا اضافہ کلام میں ایک ایسی روانی پیدا کرتا ہے جو اس کے بغیر ممکن نہیں (مسلم، بلا تاریخ: ۱۴۲)۔ یہ مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ حروف اور کلمات ایک ایسے حساس ترازو میں تولے گئے ہیں جن میں معمولی تبدیلی بھی ممکن نہیں۔

۲.۳ قرآنی اسلوبِ تلاوت کی انفرادیت: جمالِ توقیع

قرآن کا صوتی آہنگ ایک باقاعدہ نظام ہے جسے مصطفیٰ صادق الرافعی نے "جمالِ توقیع" (آہنگ کی خوبصورتی) کا نام دیا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اگر کسی بھی فصیح انسانی کلام کو قرآنی تجوید کے قواعد (مد، غنہ، اخفاء، قلقلہ) کے ساتھ پڑھا جائے تو وہ کلام نہ صرف اپنا فطری حسن کھو دے گا بلکہ انتہائی ناموزوں اور مصنوعی محسوس ہوگا۔ یہ تجربہ ثابت کرتا ہے کہ تلاوت کا یہ مخصوص اسلوب اور حروف کی ادائیگی کا یہ خاص طریقہ صرف اور صرف قرآن کے متن کے لیے بنایا گیا ہے۔ الرافعی لکھتے ہیں:

"یہ (قرآنی) موسیقی کا ایک خالص نمونہ ہے، جس کے اجزاء اس طرح باہم مربوط، متوازن اور ہم آہنگ ہیں کہ گویا وہ روح کے مختلف گوشوں کو چھیڑ رہے ہیں..." (الرافعی، ۲۰۰۵م: ۱۵۹)۔

یہ "جمالِ توقیع" اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کے حروف کی ترتیب ایک ایسے صوتیاتی نظام کے تحت ہے جو خود منزل من اللہ ہے اور انسانی کلام اس کی ہمسری کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

۲.۴ . مخارج الحروف کا توازن اور صوتی روانی

حروف کے صوتی آہنگ کا ایک اور گہرا پہلو ان کے مخارج کا باہمی تناسب ہے۔ عربی لسانیات کے بانی، خلیل بن احمد الفراہیدی نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کلام کا حسن اس بات پر منحصر ہے کہ اس میں استعمال ہونے والے حروف کے مخارج (مقاماتِ ادائیگی) نہ تو ایک دوسرے سے بہت زیادہ قریب ہوں اور نہ بہت زیادہ دور۔ اگر مخارج بہت قریب ہوں تو زبان پر گرانی پیدا ہوتی ہے اور اگر بہت دور ہوں تو کلام میں عدم تسلسل پیدا ہوتا ہے۔ امام باقلانی نے "اعجاز القرآن" میں اس اصول کی وضاحت کی ہے (الباقلانی، ۱۹۹۷م: ۴۲-۴۳)۔ اس کی قدیمی مثال یہ مشہور شعر ہے جو زبان پر اپنی گرانی کی وجہ سے بدنام ہے:

وَقَبْرُ حَرْبٍ بِمَكَانٍ قَفْرٍ ... وَلَيْسَ قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرُ

اس شعر میں 'ق'، 'ب'، 'ر' اور 'ح' جیسے قریب المخرج حروف کی تکرار نے اسے ادا کرنا تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔ اس کے برعکس، قرآنِ کریم کا ایک ایک حرف اور ایک ایک کلمہ مخارج کے بہترین توازن اور تناسب کا شاہکار ہے۔ اس میں کہیں بھی صوتی گرانی یا لسانی جھول محسوس نہیں ہوتا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کے حروف کی ترتیب ایک ایسے ماہرانہ علم پر مبنی ہے جو تمام حروف کی صوتی کیفیات اور ان کے باہمی تعامل کا کامل احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۳ . دوسرا بُعد: ساختی اور عددی نظم

یہ پہلو قرآن کے حروفی نظم کو ایک زیادہ تجریدی اور ریاضیاتی سطح پر ظاہر کرتا ہے، جو جدید علمی تحقیقات کی روشنی میں مزید نمایاں ہوا ہے۔

۳.۱ . حروفِ مقطعات: اعجاز کا چیلنج اور ساختی اشارے

قرآنِ کریم کی ۲۹ سورتوں کے آغاز میں آنے والے حروفِ مقطعات (جیسے الم، حم، ق) ہمیشہ سے مفسرین اور محققین کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ ان کے بارے میں متعدد آراء موجود ہیں، لیکن ان میں سے ایک قوی ترین رائے یہ ہے کہ یہ حروف قرآن کے اعجاز اور چیلنج (تحدی) کی علامت ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ فصحائے عرب سے فرما رہا ہے کہ یہ قرآن انہی حروفِ تہجی سے مرکب ہے جن سے تم اپنی شاعری اور خطابت کے جوہر دکھاتے ہو، لیکن اس کے باوجود تم سب مل کر بھی اس جیسی ایک سورت بنانے سے قاصر ہو۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی

تفسیر "مفاتیح الغیب" میں اس نکتے کو نہایت شرح و بسط سے بیان کیا ہے (الرازی، ۱۴۲۰ق، ج ۲: ۳)۔ یہ حروف اس بات کا ساختی ثبوت ہیں کہ اعجاز کی بنیاد انہی خام مواد (حروف) کی معجزانہ ترتیب پر ہے۔

۳.۲ . عددی و شماریاتی نظم

جدید دور میں لسانیاتی شمار اور کمپیوٹر کے تجزیے نے نظمِ حروف کے ایک اور حیرت انگیز پہلو کو اجاگر کیا ہے: یعنی حروف کی غیر اتفاقی تقسیم۔ یہ میدان اگرچہ علمی احتیاط کا متقاضی ہے، لیکن اس کے کچھ شواہد نظر انداز نہیں کیے جا سکتے۔

بعض محققین نے یہ ثابت کیا ہے کہ جن سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوتا ہے، ان میں وہی حرف (یا حروف) پوری سورت میں ایک خاص شماریاتی تناسب سے پایا جاتا ہے۔ اس کی مشہور ترین مثال سورۃ "ق" ہے جو حرف "ق" سے شروع ہوتی ہے۔ اس سورت میں حرف "ق" ۵۷ مرتبہ آیا ہے، جو کہ ۱۹ کا حاصل ضرب (۱۹×۳) ہے۔ مزید یہ کہ اس سورت کے کلیدی موضوعات بھی "ق" سے شروع ہونے والے الفاظ کے گرد گھومتے ہیں، جیسے قرآن، قول، قریب۔ خود حرف "ق" کا تعلق شدت (صفتِ جہر) اور بلندی (صفتِ استعلاء) سے ہے جو سورت کے مضامین (جیسے قیامت کی ہولناکی) سے مناسبت رکھتا ہے۔

اگرچہ اس میدان میں بعض لوگوں (جیسے راشد خلیفہ) نے غلو سے کام لیا اور غیر علمی نتائج اخذ کیے، تاہم اصل تصور، کہ حروف کی تقسیم ایک خاص الٰہی حکمت کے تحت ہے، کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ شماریاتی نمونے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ قرآن کی ترتیب میں ایک ایسا عددی نظم بھی کارفرما ہے جو انسانی تصنیف کی دستکاری سے ماورا ہے۔

۳.۳ . صرفی نظم: کلمات کی ساخت کا اعجاز

عربی زبان کی اساس اس کا سہ حرفی مادہ ہے۔ کسی بھی کلمے کی بنیاد یہی حروف ہوتے ہیں اور ان کی ترتیب میں ذرا سی تبدیلی یا کسی حرف کے اضافے سے معانی اور ساخت میں انقلاب آ جاتا ہے۔ قرآن کسی بھی معنی کو ادا کرنے کے لیے کلمات کے مادے اور ان کی صرفی ساخت کا انتخاب انتہائی دقت اور حکمت سے کرتا ہے۔ الرافعی لکھتے ہیں:

"اور اگر آپ قرآن کریم کے الفاظ پر ان کے نظم (ترتیب و ساخت) میں غور کریں، تو آپ دیکھیں گے کہ اس کی صرفی و لغوی حرکات (اعراب) اس کی ساخت اور ترکیب میں بالکل اسی طرح رواں دواں ہیں، جس

طرح فصاحت کے معاملے میں خود حروف ہوتے ہیں... یہاں تک کہ کوئی حرکت (اعراب) جو عام کلام میں ثقیل (بھاری) ہوتی ہے، جب وہی قرآن میں استعمال ہوتی ہے تو آپ اس کی ایک عجیب شان دیکھتے ہیں۔" (الرافعی، ۲۰۰۵م: ۲۱۳)۔

یہ انتخاب اس قدر بے مثال ہے کہ ایک حرف کو بھی اس کی جگہ سے ہٹا کر کوئی دوسرا مترادف لفظ اس کی جگہ نہیں لے سکتا، جیسا کہ ہم اگلے حصے میں تفصیل سے دیکھیں گے۔

۴ . تیسرا اور چوتھا بُعد: معنوی، لسانیاتی اور نفسیاتی نظم

یہ ابعاد نظمِ حروف کے سب سے گہرے اور عقلی پہلو ہیں، جو قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے پر منطقی اور تجربی دلائل فراہم کرتے ہیں۔

۴.۱ . کلمات کی ناقابلِ تبدیل حیثیت

قرآن میں نظمِ حروف کا اعجاز اس وقت اپنے عروج پر نظر آتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کلمے کو بھی اس کی جگہ سے ہٹا کر کوئی دوسرا مترادف لفظ نہیں رکھا جا سکتا۔ ہر لفظ اپنے حروف، اپنی ساخت اور اپنے سیاق و سباق کے اعتبار سے اس مقام کے لیے حتمی اور کامل ہوتا ہے۔ اس کی بہترین مثال عرب کی مشہور شاعرہ خنساء اور نبی اکرم ﷺ کے شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کا وہ مشہور مکالمہ ہے:

حسان بن ثابتؓ نے فخر کرتے ہوئے یہ شعر کہا:

لَنَا الْجَفَنَاتُ الْغُرُّ يَلْمَعْنَ بِالضُّحَىٰ ... وَأَسْيَافُنَا يَقْطُرْنَ مِنْ نَجْدَةٍ دَمًا

(ہمارے چمکدار بڑے پیالے ہیں جو چاشت کے وقت چمکتے ہیں، اور ہماری تلواروں سے بہادری کا خون ٹپکتا ہے)۔

خنساء نے، جو نقدِ شعر کی ماہر تھیں، ان کے کلام میں آٹھ مقامات پر عیوب کی نشاندہی کی: مثلاً، تم نے "الجفنات" (جمعِ قلّت) کہا، اگر "الجِفَان" (جمعِ کثرت) کہتے تو زیادہ فخر کا معنی دیتا۔ تم نے "يَلْمَعْنَ" (کبھی کبھار چمکنا) کہا، اگر "يُشْرِقْنَ" (مسلسل چمکنا) کہتے تو زیادہ بلیغ ہوتا۔ (ابن رشیق القیروانی، ۱۹۸۱م، ج۱: ۱۲۰-۱۲۱)۔

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک عظیم ترین شاعر کا کلام بھی تنقید اور بہتری کی گنجائش سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن پورے قرآن میں ایک بھی مقام ایسا نہیں جہاں کوئی یہ دعویٰ کر سکے کہ اگر فلاں لفظ کی جگہ فلاں لفظ

استعمال ہوتا تو معنی یا بلاغت بہتر ہو جاتی۔ مثال کے طور پر، "خوف" کے مفہوم کے لیے قرآن میں خوف، خشیۃ، وجل، رھب، اور حذر جیسے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ خوف عام ڈر ہے، خشیۃ علم اور معرفت کی بنا پر پیدا ہونے والا تعظیمی ڈر ہے، وجل دل کی کپکپی اور اضطراب ہے، رھب دہشت اور ہیبت ہے، اور حذر کسی متوقع خطرے سے بچنے کی تدبیر کے لیے آتا ہے۔ قرآن ہر مقام پر اس سیاق و سباق کے لیے موزوں ترین مادہ انتخاب کرتا ہے۔ امام زمخشری کی تفسیر "الکشاف" ایسی ہی لسانیاتی نکتہ سنجی سے بھری پڑی ہے، جو ثابت کرتی ہے کہ قرآن میں ایک حرف بھی بے مقصد نہیں (الزمخشری، ۱۹۹۸م، ج ۱: ۱۵۰، ذیل آیۃ ۵۵ من سورۃ البقرۃ)۔ یہ لسانیاتی دقت اور حتمیت انسانی قدرت سے باہر ہے۔

۴.۲ . قرآن کا نفسیاتی اثر: "استہواءِ صوتی"

نظمِ حروف کا ایک اور پہلو اس کا گہرا نفسیاتی اثر ہے، جسے "استہواءِ صوتی" یعنی "آواز کے ذریعے مسحور کر لینا" کہا جا سکتا ہے۔ یہ صرف ایک جذباتی کیفیت نہیں بلکہ ایک علمی حقیقت ہے کہ قرآن کی آواز، اس کے حروف کا مخصوص آہنگ، اور اس کی تلاوت کا منفرد انداز سامع کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، چاہے وہ اس کے معنی سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔ بہت سے غیر مسلم مفکرین نے، جو عربی زبان سے ناواقف تھے، صرف قرآن کی تلاوت سن کر اس کے غیر معمولی اور مافوق البشر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ یہ اثر اس لیے ہے کہ قرآن کے حروف کی صوتی ترتیب انسانی فطرت (فطرۃ) کے ان تاروں کو چھیڑتی ہے جو منطق اور استدلال سے بھی زیادہ گہرے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ کفارِ مکہ، قرآن کی اسی تاثیر سے خوفزدہ ہو کر لوگوں کو اسے سننے سے روکتے تھے:
"وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ" (فصلت: ۲۶)۔

۴.۳ . عدمِ اکتاہٹ کا اعجاز: دائمی تازگی کا راز

نظمِ حروف کا ایک زندہ اور روزمرہ کا معجزہ یہ ہے کہ قرآن بار بار پڑھے اور سنے جانے کے باوجود کبھی پرانا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی بھی عظیم ترین کتاب یا خوبصورت ترین نظم بار بار دہرانے سے اپنی تازگی اور لطف کھو دیتی ہے۔ لیکن قرآن کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اسے جتنی بار صحیح تجوید اور ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے، ہر بار ایک نئی لذت، ایک نیا انکشاف اور ایک نئی روحانی کیفیت عطا کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہی معجزاتی حروفی اور صوتی نظم ہے جو انسانی فطرت سے اس قدر ہم آہنگ ہے کہ روح کبھی اس سے سیر نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا تجرباتی ثبوت ہے جس کا ہر صاحبِ ایمان اپنی زندگی میں مشاہدہ کر سکتا ہے۔

خاتمہ

اس تحقیقی مقالے کا بنیادی مقصد قرآنِ کریم میں "نظمِ حروف" کے معجزاتی پہلو کا ایک کثیرالجہتی اور عمیق علمی و لسانیاتی تجزیہ پیش کرنا تھا۔ اس تحقیق کے اختتام پر ہم درج ذیل کلیدی نتائج پر پہنچے ہیں:

نظمِ حروف ایک کثیرالجہتی حقیقت ہے: تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ قرآن میں حروف کا نظم صرف ایک سطحی یا اتفاقی معاملہ نہیں، بلکہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور مربوط نظام ہے جو کم از کم چار بنیادی سطحوں پر کارفرما ہے: (الف) صوتی و بلاغیاتی سطح، جہاں حروف کی صفات اور مخارج مل کر ایک بے مثال موسیقیت اور معنی خیز آہنگ پیدا کرتے ہیں۔ (ب) عددی و شماریاتی سطح، جہاں حروف کی تقسیم اور تکرار ایک خاص ریاضیاتی نظم کی نشاندہی کرتی ہے۔ (ج) ساختیاتی سطح، جو حروفِ مقطعات کے منظّم نمونوں اور کلمات کی ناقابلِ تبدیل ساخت میں ظاہر ہوتی ہے۔ (د) معنوی و لسانیاتی سطح، جہاں ہر حرف کا انتخاب معنی کی لطیف ترین گہرائیوں کو ادا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

صوت اور معنی کا معجزاتی امتزاج: مقالے نے ٹھوس مثالوں سے یہ واضح کیا کہ قرآن میں صوتی حسن کبھی بھی معنی پر غالب نہیں آتا، بلکہ ہمیشہ اس کا خادم رہتا ہے۔ آیاتِ عذاب میں شدید اور پُر صفات والے حروف کا استعمال اور آیاتِ رحمت میں نرم اور رواں حروف کا انتخاب، یہ سب اس معجزاتی امتزاج کے مظاہر ہیں۔

قرآنی اسلوبِ تلاوت کی انفرادیت": جمالِ توقیع" کے تصور اور اس کے عملی تجربے نے یہ ثابت کیا کہ قرآن کی تلاوت کا مخصوص طریقہ (تجوید) خود وحی کا حصہ ہے اور یہ اسلوب کسی بھی انسانی کلام پر منطبق نہیں ہو سکتا۔ یہ انفرادیت اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کا متن اور اس کی ادائیگی کا طریقہ، دونوں ہی مافوق البشر منبع سے ہیں۔

کلمات کی حتمی اور ناقابلِ تبدیل حیثیت: حسان بن ثابتؓ اور خنساء کے تاریخی واقعے کے تجزیے سے یہ ثابت ہوا کہ اعلیٰ ترین انسانی کلام میں بھی بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ اس کے برعکس، قرآن کا کوئی ایک کلمہ بھی ایسا نہیں جسے اس کے مقام سے ہٹا کر کوئی بہتر متبادل پیش کیا جا سکے، جو اس کی لسانیاتی حتمیت اور کمال پر دال ہے۔

نفسیاتی غلبہ اور دائمی تازگی : قرآن کا حروفی نظم ایک گہرا نفسیاتی اثر (استہواءِ صوتی) رکھتا ہے اور بار بار تلاوت کے باوجود اس کی تاثیر اور لذت میں کمی نہ آنا، اس کے زندہ اور دائمی معجزہ ہونے کی ایک روزمرہ کی تجرباتی دلیل ہے۔

بالآخر، یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ قرآنِ کریم میں حروف کا نظم ایک ایسا گہرا اور ہمہ جہت اعجاز ہے جو اس کے ہر جزو میں جاری و ساری ہے۔ یہ صرف ایک ادبی خوبی نہیں، بلکہ اس کے کلامِ الٰہی ہونے پر ایک ایسی عقلی، علمی اور تجربی دلیل ہے جو ہر دور کے لسانیاتی اور سائنسی معیارات پر پوری اترتی ہے۔

مستقبل کی تحقیق کے لیے تجاویز:

مستقبل کے محققین کے لیے اس میدان میں مزید کام کی وسیع گنجائش موجود ہے۔ جدید لسانیاتی علوم، بالخصوص Computational Linguistics اور Corpus Linguistics کا استعمال کرتے ہوئے قرآن کے پورے متن کا شماریاتی تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، Psycho-linguistics کے تحت تجربات ڈیزائن کیے جا سکتے ہیں تاکہ تلاوتِ قرآن کے انسانی نفسیات اور دماغ پر پڑنے والے اثرات کا سائنسی بنیادوں پر مزید مطالعہ کیا جا سکے۔

کتابیات

۱. قرآن مجید
۲. ابن الجزری، محمد بن محمد. (تاریخ ندارد). النشر فی القراءات العشر. تحقیق علی محمد الضباع. دارالکتب العلمیۃ.
۳. ابن رشیق قیروانی، ابوعلی حسن. (۱۹۸۱ م). العمدۃ فی محاسن الشعر وآدابہ ونقدہ (تحقیق محمد محیی‌الدین عبدالحمید، چاپ پنجم). دارالجیل.
۴. ابن فارس، احمد بن فارس. (۱۴۰۴ ق). معجم مقاییس اللغۃ (تحقیق عبدالسلام محمد ہارون). مکتب الإعلام الإسلامی.
۵. ابن منظور، محمد بن مکرم. (۱۴۱۴ ق). لسان العرب. دار صادر.
۶. باقلانی، ابوبکر محمد بن طیّب. (۱۹۹۷ م). إعجاز القرآن (تحقیق السید احمد صقر). دارالمعارف.
۷. بنت الشاطئ (عائشہ عبدالرحمٰن). (۱۹۷۱ م). الإعجاز البیانی للقرآن ومسائل ابن الأزرق. دارالمعارف.
۸. جاحظ، ابوعثمان عمرو بن بحر. (۱۹۶۸ م). البیان و التبیین (تحقیق عبدالسلام محمد ہارون). مکتبۃ الخانجی.
۹. جرجانی، عبدالقاھر بن عبدالرحمٰن. (۱۹۹۲ م). دلائل الإعجاز (تحقیق محمود محمد شاکر). مطبعۃ المدنی و مکتبۃ الخانجی.
۱۰. جواہری، سید محمدحسن. (۱۳۹۸ ش). اعجاز بیانی و تأثیری قرآن کریم. سازمان انتشارات پژوہشگاہ فرہنگ و اندیشہ اسلامی.
۱۱. جوہری، اسماعیل بن حماد. (۱۹۸۷ م). الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ (تحقیق احمد عبدالغفور عطار). دارالعلم للملایین.
۱۲. خطابی، ابوسلیمان حمد بن محمد. (۱۹۷۶ م). ثلاث رسائل فی إعجاز القرآن (تحقیق محمد خلف‌اللہ و محمد زغلول سلام). دارالمعارف.
۱۳. رازی، فخرالدین محمد بن عمر. (۱۴۲۰ ق). مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر). دار إحیاء التراث العربی.
۱۴. رافعی، مصطفیٰ صادق. (۲۰۰۵ م). إعجاز القرآن و البلاغۃ النبویۃ. دارالکتب العلمیۃ.
۱۵. رانا، محمد اقبال. (۲۰۰۳ م). علوم فی القرآن: تحقیقی مقالات. اے-ایم شکوری.

۱۶. زمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمرو. (۱۹۷۹ م). اِساس البلاغۃ. دار صادر.
۱۷. زمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمرو. (۱۹۹۸ م). الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (تحقیق عادل احمد عبدالموجود و علی محمد معوض). مکتبۃ العبیکان.
۱۸. سیوطی، جلال‌الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر. (۱۴۲۶ ق). الاِتقان فی علوم القرآن (تحقیق مرکز الدراسات القرآنیۃ). مجمع الملک فهد لطباعۃ المصحف الشریف.
۱۹. صاحب بن عباد، اسماعیل بن عباد. (۱۴۱۴ ق). المحیط فی اللغۃ (تحقیق محمد حسن آل یاسین). عالم‌الکتب.
۲۰. فراہیدی، خلیل بن احمد. (۱۴۰۹ ق). کتاب العین (تحقیق مہدی مخزومی و ابراہیم سامرائی). دارالہجرۃ.
۲۱. فیومی، احمد بن محمد. (۱۴۱۴ ق). المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر.

Sources

The Holy Qur’an.

1. Al-Bāqillānī, Abū Bakr Muḥammad ibn al-Ṭayyib. (1997 CE). Iʿjāz al-Qurʾān (The Miracle of the Qurʾān) (ed. al-Sayyid Aḥmad Ṣaqr). Dār al-Maʿārif.
2. Al-Farāhīdī, Khalīl ibn Aḥmad. (1409 AH / 1989 CE). Kitāb al-ʿAyn (The Book of "ʿAyn") (eds. Mahdī Makhzūmī & Ibrāhīm Sāmarrāʾī). Dār al-Hijrah.
3. Al-Fayyūmī, Aḥmad ibn Muḥammad. (1414 AH / 1993 CE). Al-Miṣbāḥ al-Munīr fī Gharīb al-Sharḥ al-Kabīr (The Illuminating Lexicon of Rare Terms in al-Rāfiʿī’s Commentary).
4. Al-Jāḥiẓ, Abū ʿUthmān ʿAmr ibn Baḥr. (1968 CE). Al-Bayān wa al-Tabyīn (Expression and Elucidation) (ed. ʿAbd al-Salām Muḥammad Hārūn). Maktabat al-Khānjī.
5. Al-Jawharī, Ismāʿīl ibn Ḥammād. (1987 CE). Al-Ṣiḥāḥ: Tāj al-Lughah wa Ṣiḥāḥ al-ʿArabiyyah (The Correct Lexicon: The Crown of Language and the Purity of Arabic) (ed. Aḥmad ʿAbd al-Ghafūr ʿAṭṭār). Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn.

6. Al-Jurjānī, ʿAbd al-Qāhir ibn ʿAbd al-Raḥmān. (1992 CE). Dalāʾil al-Iʿjāz (The Proofs of Inimitability) (ed. Maḥmūd Muḥammad Shākir). Maṭbaʿat al-Madanī wa Maktabat al-Khānjī.
7. Al-Khaṭṭābī, Abū Sulaymān Ḥamd ibn Muḥammad. (1976 CE). Thalāth Rasāʾil fī Iʿjāz al-Qurʾān (Three Treatises on the Inimitability of the Qurʾān) (eds. Muḥammad Khalaf Allāh & Muḥammad Zaghlūl Sallām). Dār al-Maʿārif.
8. Al-Rāfiʿī, Muṣṭafá Ṣādiq. (2005 CE). Iʿjāz al-Qurʾān wa al-Balāghah al-Nabawiyyah (The Inimitability of the Qurʾān and the Prophetic Eloquence). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
9. Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad ibn ʿUmar. (1420 AH / 1999 CE). Mafātīḥ al-Ghayb (al-Tafsīr al-Kabīr) (Keys to the Unseen, The Great Commentary). Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.
10. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr. (1426 AH / 2005 CE). Al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān (The Mastery in the Sciences of the Qurʾān) (ed. Center for Qurʾānic Studies). King Fahd Complex for the Printing of the Holy Qurʾān.
11. Al-Zamakhsharī, Abū al-Qāsim Maḥmūd ibn ʿAmr. (1979 CE). Asās al-Balāghah (The Foundation of Eloquence). Dār Ṣādir.
12. Al-Zamakhsharī, Abū al-Qāsim Maḥmūd ibn ʿAmr. (1998 CE). Al-Kashshāf ʿan Ḥaqāʾiq Ghawāmiḍ al-Tanzīl (The Revealer of the Realities of the Subtleties of Revelation) (eds. ʿĀdil Aḥmad ʿAbd al-Mawjūd & ʿAlī Muḥammad Muʿawwaḍ). Maktabat al-ʿUbaykān.
13. Bint al-Shāṭiʾ (ʿĀʾishah ʿAbd al-Raḥmān). (1971 CE). Al-Iʿjāz al-Bayānī lil-Qurʾān wa Masāʾil Ibn al-Azraq (The Rhetorical Inimitability of the Qurʾān and the Issues of Ibn al-Azraq). Dār al-Maʿārif.
14. Ibn al-Jazarī, Muḥammad ibn Muḥammad. (n.d.). Al-Nashr fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (The Publication on the Ten Readings) (ed. ʿAlī Muḥammad al-Ḍabbāʿ). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
15. Ibn Fāris, Aḥmad ibn Fāris. (1404 AH / 1983 CE). Muʿjam Maqāyīs al-Lughah (Lexicon of Linguistic Roots) (ed. ʿAbd al-Salām Muḥammad Hārūn). Maktab al-Iʿlām al-Islāmī.

16. Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. (1414 AH / 1993 CE). Lisān al-ʿArab (The Tongue of the Arabs). Dār Ṣādir.
17. Ibn Rashīq al-Qayrawānī, Abū ʿAlī al-Ḥasan. (1981 CE). Al-ʿUmda fī Maḥāsin al-Shiʿr wa Ādābih wa Naqdih (The Pillar on the Merits, Etiquette, and Critique of Poetry) (ed. Muḥammad Muḥyī al-Dīn ʿAbd al-Ḥamīd, 5th ed.). Dār al-Jīl.
18. Jawāhirī, Sayyid Muḥammad Ḥasan. (1398 Sh / 2019 CE). Iʿjāz Bayānī wa Taʾthīrī al-Qurʾān al-Karīm (The Rhetorical and Affective Inimitability of the Noble Qurʾān). Organization of Publications, Research Institute for Culture and Islamic Thought.
19. Rānā, Muḥammad Iqbāl. (2003 CE). ʿUlūm fī al-Qurʾān: Taḥqīqī Maqālāt (Studies in Qurʾānic Sciences: Research Articles). A. M. Shakūrī Publications.
20. Ṣāḥib ibn ʿAbbād, Ismāʿīl ibn ʿAbbād. (1414 AH / 1993 CE). Al-Muḥīṭ fī al-Lughah (The Comprehensive Lexicon) (ed. Muḥammad Ḥasan Āl Yāsīn). ʿĀlam al-Kutub.